بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللھم ارنا الحق حقاً وا رزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلاً وا رزقنا اجتنابہ

سوال نمبر۱: عقیدہ الولا والبراء سے کیا مراد ہے؟

عقیدہ الولاء سے مراد سب سے پہلے اللہ تعالی سے، اُس کے بعد رسول اکرم ﷺ سے اور اُس کے بعد تمام اہل ایمان سے محبت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہونا ہے۔

عقیدہ الولاء کی ضد عقیدہ البراء سے مراد ہر مسلمان پر **اسلام دشمن کفار** سے شدید نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہونا ہے اور موقع ملنے پر اُن کے خلاف جہاد [یعنی قتال] کرنا؛ اُن کی قوت توڑنا اور اُن سے ظلم کا بدلہ لینا فرض ہونا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ----- [سورة الحجرات؛ ۲۹]

محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ **کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل**-----

سوال نمبر۲: کیا عقیدہ الولا والبراء ضروریات دین[1] میں شامل ہے؟

قرآن مجید کی بعض سورتیں تو ساری کی ساری "عقیدہ الولاء و البراء" پر مشتمل ہیں مثلاً سورۃ التوبہ؛ سورۃ الممتحنہ، سورۃ المنافقون، سورۃ الکافرون اور سورۃ اللھب جبکہ بعض سورتوں کا بیشتر مضمون اِس عقیدہ پر مشتمل ہے مثلاً سورۃ الا انفال، سورۃ العنکبوت، سورۃ الفتح، سورۃ محمد، سورۃ المجادلہ، سورۃ الحشر وغیرہ۔ بعض اہل علم

---

[1] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: ضروریات دین کی حقیقت [کاوش نمبر ۵]" کا مطالعہ فرمائیں۔

کے نزدیک عقیدہ توحید کے بعد قرآن مجید میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ الولاء و البراء ہی ہے۔ اِسی طرح احادیث میں بھی اِس عقیدہ کی مزید وضاحت کی گئی ہے؛

- ✓ حضرت جریر ؓ سے مروی ہے کہ قبول اسلام کے وقت میں نے بارگاہ رسالت ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کوئی شرط ہو تو وہ مجھے بتا دیجئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ؛ فرض نماز پڑھو؛ فرض زکوٰۃ ادا کرو؛ **هر مسلمان کی خیر خواہی کرو اور کافر سے بیزاری ظاہر کرو**۔ [مسند احمد۔ جلد ہشتم۔ حدیث ۱۰۴۸]
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر ؓ سے فرمایا کہ ابوذر ؓ تم جانتے ہو ایمان کی کون سی شاخ زیادہ مضبوط ہے اور حضرت ابوذر ؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا؛ اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے میل جول رکھنا اور **اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی سے دوستی رکھنا اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کسی سے بغض و نفرت رکھنا**۔ [مشکوۃ شریف۔ جلد چہارم۔ ممنوع چیزوں یعنی ترک ملاقات انقطاع تعلق اور عیب جوئی کا بیان۔ حدیث ۹۴۲]

قرآن اور حدیث کے مندرجہ بالا دلائل سے اِس عقیدہ کا ضروریات دین سے قطعی طور پر ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۳: الولا و البراء کی علمائے حق نے کون کون سی صورتیں بیان کی ہیں؟

"الولاء و البراء" کی مندرجہ ذیل صورتیں علماء نے قرآن اور حدیث کے دلائل کے ساتھ ذکر کیں ہیں؛ جن میں سے کچھ مکروہ؛ کچھ حرام اور کچھ قطعی کفر ہیں۔ [طوالت کے سبب ہر مندرجہ ذیل صورت کی دلیل بیان نہیں کی جارہی ہے]

- عام دوستی؛ ان کو مددگار بنانا۔
- کفار سے محبت؛ یا کفار کی طرف مائل ہونا۔
- کفار کو دیانت دار کہنا؛ یا کفار کا عزت و احترام کرنا۔
- کافر کی خیر خواہی چاہنا؛ اُن کی تعریف کرنا یا اُن کے فضائل نشر کرنا۔
- کفار کے اعمال پر راضی ہونا اور اُن کی مشابہت اختیار کرنا۔
- کفار کے سامنے سستی دکھانا؛ یا اُن سے نرمی دکھانا۔

- کفار کو رازدار بنانا۔
- کتاب و سنت کو چھوڑ کر کفار کے پاس فیصلے لے جانا۔
- کافروں کی اُن کے احکام میں اطاعت کرنا۔
- کافروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا خصوصاً جب وہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہوں۔
- کفار کے اداروں میں کام کرنا؛ یا کفار سے تعاون کرنا؛ یا ان کے ظلم پر مدد کرنا۔
- کفار کے کفر پر راضی؛ یا اُن کے کفر پر شک؛ یا اُن کی تکفیر نہ کرتا ہو؛ یا اُن کو صحیح کہتا ہو۔

سوال نمبر ۴: آج کل کے موجودہ جغرافیائی حالات کے باعث عقیدہ الولا والبراء میں کتنی لچک ہے؟

دینی معاملات حالات کے نہیں بلکہ مقاصدِ شریعت کے تابع ہوتے ہیں اور اِس کے حلال و حرام وقتی نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہیں؛ اِس تناظر میں اِس سوال کا بہترین اور مفصل جواب علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ کی [سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۲۸] اور [سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۵۱] کی تفاسیر میں موجود ہے؛

- ✓ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ [سورۃ آل عمران۔ ۲۸] نہ بناویں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے کوئی تعلق **مگر اِس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ** اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی جب حکومت و سلطنت، جاہ و عزت اور ہر قسم کے تقلبات [الٹ پھیر] و تصرفات [اختیار] کی زمام [لگام] اکیلے خداوند قدوس کے ہاتھ میں ہوئی تو مسلمانوں کو جو صحیح معنی میں اس پر یقین رکھتے ہیں، شایاں نہیں کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی اخوت و دوستی پر اکتفا نہ کر کے **خواہ مخواہ دشمنان خدا کی موالات** [اتحاد یا دوستی] **و مدارات** [دینی مصلحت کی خاطر کسی کے ساتھ نرمی برتنا] **کی طرف قدم بڑھائیں**۔ خدا اور رسول ﷺ کے دشمن اُن کے دوست کبھی نہیں بن سکتے۔ جو اِس خبط میں پڑے گا سمجھ لو کہ خدا کی محبت و موالات سے اُسے کچھ سروکار نہیں۔ ایک مسلمان کی سب امیدیں اور خوف صرف خداوند ربّ العزت سے وابستہ ہونے چاہیں۔ اور اُس کے اعتماد و وثوق اور محبت و مناصرت کے مستحق وہی لوگ ہیں جو حق تعالٰی سے اِسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ ہاں تدبیر و انتظام کے درجہ میں کفار کے ضررِ عظیم سے اپنے ضروری بچاؤ کے پہلو اور حفاظت کی صورتیں معقول و مشروع طریقہ پر اختیار کرنا، ترکِ موالات کے حکم سے اُسی طرح مستثنیٰ ہیں، جیسے سورۃ انفال میں "و من یتولھم یومئذ دبرہ" سے "متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ" کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ جس طرح وہاں "تحرف" اور "تحیز" کی حالت میں حقیقۃً "فرار من الزحف" نہیں ہوتا، محض صورۃً ہوتا ہے، یہاں بھی "الا ان تتقوا منھم تقۃ" کو حقیقتاً موالات نہیں فقط صورت موالات سمجھنا چاہیے۔ جس کو ہم مدارات کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یعنی مومن کے دل میں اصلی ڈر خدا کا ہونا

چاہیے؛ کوئی ایسی بات نہ کرے جو اُس کی ناراضی کا سبب ہو، مثلاً جماعت اسلام سے تجاوز کر کے بے ضرورت کفار کے ساتھ ظاہری یا باطنی موالات کرے **یا ضرورت کے وقت صورت موالات اختیار کرنے میں حدود شرع سے گذر جائے۔ یا محض موہوم و حقیر خطرات کو یقینی اور اہم خطرات ثابت کرنے لگے۔ اور اِسی قسم کی مستثنیات یا شرعی رخصتوں کو ہوائے نفس کی پیروی کا حیلہ بنا لے۔**

✓ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ۔۔۔۔ [سورۃ المائدہ۔ ۵۱] اے ایمان والوں **مت بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست**۔۔۔۔۔

"اولیاء" ولی کی جمع ہے۔ "ولی" دوست کو بھی کہتے ہیں، قریب کو بھی، ناصر اور مددگار کو بھی۔ غرض یہ ہے کہ "یہود و نصاریٰ" بلکہ تمام کفار سے جیسا کہ [سورۃ آل عمران] میں تصریح کی گئی ہے مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں۔ اِس موقع پر یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ موالات، مروت و حسن سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل و انصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصلحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد و پیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں" وان جنحو اللسلم فاجنح لها و توکل علی الله – سورۃ انفال"؛ عدل و انصاف کا حکم، مسلم و کافر ہر فرد و بشر کے حق میں ہے۔ مروت و حسن سلوک اور رواداری کا برتاو ان کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں جیسا [سورۃ ممتحنه] میں تصریح ہے۔ **باقی موالات یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرت و معاونت، تو کسی مسلمان کا حق نہیں کہ یہ تعلق کسی غیر مسلم سے قائم کرے**۔ البتہ صوری موالات جو "الا ان تتقوا منهم تقة" کے تحت داخل ہو اور عام تعاون جس کا اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی برا اثر نہ پڑے اُس کی اجازت ہے۔

سوال نمبر ۵: "مُداہَنَت" اور "مُدَارات" جیسی مشکل اصطلاحات سے کیا مراد ہے؟

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛ "دین کی حفاظت اور ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لیے جو نرمی کی جائے، وہ مُدَارات ہے اور ذاتی منفعت، طلبِ دنیا اور لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے دین کے معاملے میں جو نرمی کی جائے، وہ مُداہَنَت ہے۔"

[أَشِعّةُ اللّمعات، ج:۴، ص:۱۷۴]۔

علامہ علی القاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں؛ "مُداہَنَت ممنوع ہے اور مُدَارات مطلوب ہے، شریعت کی رُو سے مُداہَنَت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص برائی کو دیکھے اور اُس کو روکنے پر قادر بھی ہو، لیکن برائی کرنے والے یا کسی اور کی جانب داری یا کسی خوف یا طمع کے سبب یا دینی بے حمیّتی کی وجہ سے اُس برائی کو نہ روکے۔ مُدَارات یہ ہے کہ اپنی جان یا مال یا عزت کے تحفظ کی خاطر اور متوقّع شر اور ضرر سے بچنے کے لیے خاموش رہے۔ الغرض کسی باطل کام میں بے دینوں کی حمایت کرنا مُداہَنَت ہے اور دین داروں کے حق کے تحفظ کی خاطر نرمی کرنا مُدَارات ہے۔" [مرقاة المفاتيح، ج:۹، ص:۳۳۱]۔

سوال نمبر۶: کیا کافر ممالک میں غیر مستقل یا مستقل سکونت عقیدہ الولا والبراء کے منافی ہے؟

دور حاضر کا یہ وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق علمائے حق کی آرا سے پہلے اُس کی اہمیت اور سنگینی کے احساس کے لیے مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ بہت ضروری ہے؛

- ✓ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر قبیلہ خثعم کی طرف بھیجا پس ان میں سے چند لوگوں نے (جو خود تو مسلمان ہو چکے تھے مگر کافروں کے ساتھ رہتے تھے) اپنے آپ کو سجدہ کر کے بچانا چاہا لیکن لوگوں نے اُن کو آگے بڑھ کر قتل کر دیا جب یہ بات جناب نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے اُن کے ورثاء کو نصف دیت دلائی (اور آدھی دیت کافروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ساقط کر دی) اور فرمایا **میں ہر اُس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہے** لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس لئے کہ اسلام اور کفر کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ [سنن ابوداؤد ۔ جلد دوم۔ جہاد کا بیان ۔ حدیث ۸۸۰]
- ✓ آپ ﷺ نے فرمایا **مشرکین کے ساتھ رہائش نہ رکھو** اور نہ اُن کے ساتھ مجلس رکھو کیونکہ جو شخص اُن کے ساتھ مقیم ہوا یا اُن کی مجلس اختیار کی وہ انہی کی طرح ہو جائے گا۔ [جامع ترمذی ۔ جلد اول ۔ جہاد کا بیان ۔ حدیث ۱۶۷۲]
- ✓ مراسیل ابوداؤد عن المکحول میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ "**اپنی اولاد کو مشرکین کے درمیان مت چھوڑو**" [تہذیب السنن لابن قیم ص ۴۳۷ ج ۳]

مندرجہ بالا احادیث کی بنیاد پر علماء نے کافر ممالک کے سفر اور رہائش کے لیے کچھ ضروری شرائط بیان کیں ہیں؛

- ❖ انسان کے پاس اتنا علم ہو کہ جس سے شکوک وشبہات دفع کر سکے۔
- ❖ اس کے پاس اتنی دین داری ہو جو اسے نفسانی خواہشات سے روک سکے۔
- ❖ وہاں تک سفر کی ضرورت ہو۔

اور غیر مستقل یا مستقل اقامت کے لیے ان تین شرائط کے علاوہ دو مزید بنیادی اور لازمی شرطیں بیان کی ہیں؛

- ❖ **شرط اول**؛ قیام کرنے والا اپنی دین داری سے مطمئن ہو؛ اِس طرح کہ اُس کے پاس علم، ایمان اور عظیمت کی ایسی قوت ہو جس کی وجہ سے اُس کو اطمینان ہو کہ وہ اپنے دین پر ثابت قدم رہ جائے گا؛ انحراف اور گمراہی سے بچ جائے گا؛ کافروں

سے دشمنی اور اُن سے بغض کو اپنے دل میں زندہ رکھے گا اور اُن سے دوستی اور محبت کرنے سے دور رہے گا، کیونکہ اُن سے دوستی اور محبت قرآن کریم کے مطابق ایمان کے منافی ہے۔

- ✓ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۔۔۔۔۔[سورة المجادلة؛ ۲۲] "جو لوگ خدا پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم اُن کو خدا اور اُس کے رسول کے دشمنوں سے **دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے**۔ خواہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔۔۔۔۔"۔
- ✓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آدمی اُس کے ساتھ ہو گا **جس سے محبت کرتا ہے**" [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ ادب کا بیان۔ حدیث ۱۱۲۳]۔

❖ **شرط دوم**؛ اُسے اپنی دین داری کے اظہار پر پوری قدرت حاصل ہو؛ شعائر اسلام آزادی کے ساتھ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کر سکتا ہو؛ نماز؛ جماعت اور جمعہ قائم کرنے پر اُس پر پابندی عائد نہ کی جاتی ہو؛ زکوۃ؛ روزہ؛ حج؛ پردہ وغیرہ جیسے اسلامی شعائر سے اُسے روکا نہ جاتا ہو؛ شخصی قوانین کے اطلاق پر کوئی پابندی نہ ہو مثلاً وراثت؛ نکاح؛ طلاق و نان نفقہ وغیرہ۔ اگر قیام کرنے والا یہ ساری چیزیں نہ کر پاتا ہو تو اقامت جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم کے مطابق اب ہجرت واجب ہے۔

- ✓ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا [سورة النساء؛ ۹۷] "اور جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے اُن کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے وہ کہتے ہیں **کہ ہم ملک میں عاجز و ناتواں تھے** فرشتے کہتے ہیں کیا خدا کا ملک فراغ نہیں تھا کہ تم اِس میں ہجرت کر جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے"۔

کسی مومن کی طبیعت کیسے گوارا کرے گی کہ وہ کافر ملک میں سکونت اختیار کرے جہاں شعائر کفر علی الاعلان ادا کیے جاتے ہوں اور جہاں تک مستقل سکونت کا مسئلہ ہے اُس کا تعلق عقیدہ الولا والبراء سے زیادہ توحید[2] کی لازمی شرائط کے انکار اور طاغوت[3] کے اثبات سے ہے؛ یعنی کفر[4] سے ہے۔ دور جدید میں کسی بھی ملک کی شہریت کا حصول اُس ملک کی وفاداری کے حلف ساتھ مشروط ہے؛

---

[2] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: کلمہ توحید کی شرائط [کاوش نمبر ۲]" کا مطالعہ فرمائیں۔

[3] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: طاغوت کی حقیقت [کاوش نمبر ۹]" کا مطالعہ فرمائیں۔

[4] مزید تفصیل کے لیے "بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو [حصہ اول]: کفر کی حقیقت [کاوش نمبر ۶]" کا مطالعہ فرمائیں۔

چند مشہور کافر ممالک کے حلفوں کی عبارات میں سے اقتباسات مندرجہ ذیل ہیں؛

امریکی شہریت کا حلف؛

- [کلمہ توحید کی کُلی نفی]that I **absolutely and entirely renounce and abjure** [بالکل اور مکمل طور پر ترک کرکے اور دستبردار] all **allegiance and fidelity** [اطاعت اور وفا] to any foreign prince, potentate, state, or **sovereignty**[خود مختار قوت] of whom or which I have heretofore been a subject or citizen;
- [طاغوت کی سرپرستی کا اِقرار؛کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کا رد]that I will support [تھامنا] and defend [حفاظت کرنا] the constitution and laws of the United States of America.

کنیڈین شہریت کا حلف؛

- [کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کا رد]that I will be faithful and **bear true allegiance** [دل کی گہرائی سے حقیقی وفاداری واطاعت] to her Majesty Queen Elizabeth the second Queen of Canada her heirs and successors.
- [طاغوت کی سرپرستی کا اِقرار؛کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کا رد]I will **faithfully observe** [وفاداری کے ساتھ تسلیم کرنا] the laws of Canada.

برطانوی شہریت کا حلف؛

Oath:

- [کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کا رد]that I will be faithful and **bear true allegiance** [دل کی گہرائی سے حقیقی وفاداری واطاعت] to her Majesty Queen Elizabeth the second Queen of Canada her heirs and successors.

Pledge:

- [کلمہ توحید کی شرط "اخلاص منافی شرک" کا رد]I will give my **loyalty** [وفاداری] to the United Kingdom.
- [طاغوت کی سرپرستی کا اِقرار؛کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کا رد]I will **observe** [تسلیم کرنا] its laws faithfully [ایمانداری سے].

آسٹریلین شہریت کا حلف؛

You can choose between two versions of the Pledge, one that mentions God and one that does not.

- [کلمہ توحید کی شرط "اخلاص منافی شرک" کارڈ]I **pledge** [حتمی وعدہ]my **loyalty** [وفاداری] to Australia.
- [طاغوت کی سرپرستی کا اِقرار؛ کلمہ توحید کی شرائط "تابعداری منافی نافرمانی" اور "اخلاص منافی شرک" کارڈ]Whose laws I will **uphold** [برقرار رکھنا] and **obey** [حکم ماننا].

✓ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

[سورة النحل؛ ١٠٦] جو شخص ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے وہ نہیں **جو (کفر پر زبردستی) مجبور کیا جائے** اور اُس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ بلکہ وہ جو (دل سے اور) دل کھول کر کفر کرے۔ تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے۔ اور ان کو بڑا سخت عذاب ہو گا۔

قرآن پاک میں کفریہ کلمات کی زبان سے ادائیگی کی رخصت مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں موجود تو ہے مگر اس آیت کا سببِ نزول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں؛ جنہوں نے کفار کے ہاتھوں اپنے والدین کی شہادت کے بعد بے تحاشا جسمانی تشدد کے نتیجے میں زبردستی، کسی دنیاوی فائدہ کے حصول کے نظریہ کے بغیر زبان سے کفریہ کلمات کو ادا کیا؛ تو دلیل کی بنیاد پر تو صرف اُس شخص کو مندرجہ بالا حلفوں کی عبارات کی زبان سے ادائیگی کی رخصت ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مانند جبر و اکراہ کے موانع کفر کے ماتحت ہو۔

اِس فعل کے مرتکب افراد کی اکثریت کا موقف اِس سلسلے میں ہم آہنگ ہے کہ "ہم نے دل سے یہ حلف تو ادا نہیں کیا ہے"؛ اُن تمام افراد سے میرا مودبانہ سوال ہے کہ **"کیا آپ نے دل سے کلمہ توحید یعنی "لا الہ الا اللہ" ادا کیا ہے؟؟؟"** کیونکہ جس نے دل سے اِس کلمہ توحید کو ادا کیا ہو اُس کی زبان اُس کی نفی کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ؛ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی اٰلہٖ و صحبہٖ و بارك و سلم تسلیماً کثیرا کثیرا

والسلام و علیکم و رحمۃ اللہ

فرقان الدین احمد

furqanuddin@gmail.com